حمل کے دوران خون آئے تو نماز کا حکم؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی عورت حاملہ ہوئی اور اس کے حاملہ ہونے کا ایک مہینہ ہی ہوا اور اسے خون آیا، لیکن بچہ ٹھیک ہے، تو نمازوں کا کیا حکم ہوگا؟ اور اگر بچہ بھی ضائع ہو جائے، تو کیا حکم ہوگا؟ ایسی صورت میں وہ نمازیں پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کوئی عورت ایک مہینے کے حمل کے دوران خون دیکھے اور بچہ بھی صحیح سلامت ہو، تو یہ استحاضہ (بیماری کا خون) شمار ہوگا۔ مگر یہ بات عورت خود سے یقین کے ساتھ نہیں جان سکتی کہ بچہ سلامت ہے یا ضائع ہوگیا ہے، لہٰذا اپنے طور پر فیصلہ نہ کیا جائے، بلکہ کسی ماہر ڈاکٹر کے معائنے کے بعد ہی حکم لگایا جائے۔ بہر حال اگر استحاضہ ہونا یقینی ہو جائے، تو چونکہ استحاضہ میں عورت کو نماز معاف نہیں ہوتی، لہٰذا وہ اس حالت میں نماز پڑھے گی، البتہ استحاضہ کا خون بھی ناپاک ہوتا ہے، جسم اور کپڑوں کے جس حصہ پر لگ جائے، اُسے بھی ناپاک کر دیتا ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا استحاضہ کی صورت میں عورت جسم اور کپڑوں کے اُس حصہ کو جہاں یہ خون لگا ہو، پاک کرنے کے بعد صرف وضو کر کے نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر بچہ ضائع ہو جانے کے سبب خون آئے، تو چونکہ ایک مہینہ یعنی چار ہفتے کے حمل میں کوئی عضو (ہاتھ، پاؤں وغیرہ) نہیں بنتا، اس لیے اس صورت میں آنے والا خون نفاس شمار نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس کو حیض قرار دینا ممکن ہو، یعنی کم از کم پندرہ دن پاک رہنے کے بعد آئے (ایک مہینہ کے حمل میں ایسا ہی ہوگا) اور کم از کم تین دن تک جاری بھی رہے، تو پھر یہ حیض کا خون ہوگا اور اس کے احکام لاگو ہوں گے، ورنہ اگر حیض کی شرطیں پوری نہ ہوں، تو یہ خون بھی استحاضہ ہی شمار ہوگا اور اس کے وہی احکام ہوں گے، جو اوپر بیان ہوئے۔

حمل کے دوران آنے والا خون حیض نہیں، بلکہ استحاضہ کا خون ہوتا ہے، چنانچہ ملتقی الابحر، کنز الدقائق، تنویر الابصار، فتاوی عالمگیری میں ہے: واللفظ للاول: ”وما تراہ الحامل حال الحمل وعند الوضع قبل خروج أکثر الولد استحاضة“ ترجمہ: حمل والی، حمل کے دوران اور بچے کی پیدائش پر اس کے آدھے سے زیادہ باہر نکلنے سے پہلے جو خون دیکھے، وہ استحاضہ ہے۔ (ملتقی الابحر، جلد 1، کتاب الطھارۃ، صفحہ 82، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مجمع الانہر، بحر الرائق، ہدایہ اور بدائع الصنائع میں ہے: واللفظ للآخر: ”ودم الحامل لیس بحیض، وان کان ممتدا عندنا۔۔۔لنا قول عائشة رضی اللہ عنہا: ”الحامل لا تحیض“ ومثل ھذا لا یعرف بالرأی، فالظاھر أنھا قالته سماعا من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم؛ ولأن الحیض إسم للدم الخارج من الرحم، ودم الحامل لا یخرج من الرحم، لان اللہ تعالی أجری العادۃ أن المرأۃ اذا حبلت ینسد فم الرحم فلا یخرج منه شیئ، فلا یکون حیضا“ ترجمہ: حاملہ کو آنے والا خون ہمارے نزدیک حیض نہیں، اگرچہ اس کا نکلنا کئی دنوں تک رہے، ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا، اور یہ ایک ایسی بات ہے، جو اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی، تو ظاہر یہی ہے کہ یہ بات آپ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی فرمائی ہوگی، اور (اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ) حیض رحم سے نکلنے والے خون کو کہتے ہیں اور حاملہ کو آنے والا خون رحم سے نہیں نکلتا، کیونکہ اللہ تعالی نے ایک عادت جاری فرما دی ہے کہ عورت جب حاملہ ہو جاتی ہے، تو اس کے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے اور اس میں سے کوئی چیز نہیں نکل سکتی، لہذا حاملہ کو آنے والا خون ہرگز حیض نہیں۔ (بدائع الصنائع، جلد 1، صفحہ 42، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

استحاضہ میں نماز معاف نہیں، چنانچہ ہدایہ اور فتاوی عالمگیری میں ہے: واللفظ للثانی: ”ودم الاستحاضة۔۔۔لا یمنع الصلاۃ ولا الصوم ولا الوطئ“ ترجمہ: استحاضہ کا خون، نماز، روزہ اور جماع سے منع نہیں کرتا۔ (الفتاوی الھندیہ، جلد 1، صفحہ 44، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ اور نہ ایسی عورت سے صحبت حرام“۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 385، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

استحاضہ کا خون ناپاک ہے، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، چنانچہ محیط برہانی میں ہے: ”دم الاستحاضة حدث یوجب الوضوء عندنا۔۔۔لأنه خارج نجس فیکون حدثاً کالغائط والبول“ ترجمہ: استحاضہ کا خون حدث (اصغر) ہے، جو

ہمارے نزدیک وضو کو واجب کر دیتا ہے، کیونکہ یہ نکلنے والا خون ناپاک ہوتا ہے، تو یہ حدث ہوگا، جیسے پاخانہ، پیشاب (کہ یہ حدث ہے اور ان کے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے)۔ (المحیط البرھانی، جلد 1، صفحہ 51-50، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حمل ساقط ہونے پر آنے والا خون کب نفاس، حیض اور استحاضہ ہوگا؟ اس کے متعلق تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

"(وسقط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل) أو أصبع أو ظفر أو شعر۔۔۔ (ولد) حكما (فتصير) المرأة (به نفساء)۔۔۔ فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء، والمرئي حيض إن دام ثلاثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة" ملتقطاً۔ ترجمہ: حمل ساقط ہوا اور اس کا کوئی عضو بن چکا تھا، جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلیاں یا ناخن یا بال، تو اس صورت میں وہ حکماً بچہ کہلائے گا اور عورت آنے والے خون کے ذریعے نفاس والی شمار ہوگی۔۔۔ اور اگر اس حمل کا کوئی عضو ظاہر نہیں ہوا تھا، تو اس صورت میں نفاس کا حکم نہیں ہوگا۔ البتہ اس صورت میں اگر یہ آنے والا خون تین دن تک جاری رہے اور اس سے پہلے پاکی کے پندرہ دن گزر چکے ہوں، تو یہ خون حیض کا شمار ہوگا، ورنہ پھر استحاضہ کا شمار ہوگا۔ (تنویر الابصار مع در المختار، جلد 1، کتاب الطھارۃ، صفحہ 551-549، دار المعرفۃ، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: "حمل ساقط ہوگیا اور اس کا کوئی عُضْو بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں تو یہ خون نِفاس ہے۔ ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے، تو حیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہوگیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو اِستحاضہ ہے۔" (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 377، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-890

تاریخ اجراء: 25 ربیع الاول 1447ھ/19 ستمبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net